فَسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

# فتاویٰ یسئلونک

## آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

شمارہ 124 | جمعۃ المبارک 19 ذوالحجہ 1442ھ 30 جولائی 2021ء

### اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات


- اللہ نے ہمیں کیوں بنایا اس کا کیا جواب دیا جائے
- واجب الاعادہ نماز کا اعادہ وقت گزرنے کے بعد
- میں نے تجھے کلما کی طلاق دی کہنے کا حکم
- تین سال بعد تقسیم ہونے والی وراثت پر زکوۃ
- اقامت کہنے کا حق دار کون ہے؟
- ابلیس کی کنیت ”ابو مُرّۃ“ ہونے کی وجہ


### سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

دار الافتاء فقہ اکیڈمی کراچی، C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

## اللہ نے ہمیں کیوں بنایا اس کا کیا جواب دیا جائے

**سوال:** اگر کوئی بچہ پوچھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیوں بنایا، اللہ کو تو ہماری ضرورت نہیں تھی؟ تو اس کا کیا جواب دینا چاہیے؟ اس مسئلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

**جواب:** صورتِ مسئولہ میں جو سوال ایک بچے کے ذہن میں آیا وہ سوال تو ہر انسان جو عاقل بالغ اور صاحبِ ہوش ہے کے ذہن میں آنا چاہیے بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے نفس سے سوال کرے، اپنے ضمیر کو ٹٹولے اور اپنی تخلیق کے بارے میں جاننے کی کوشش کرے کہ اس کو کیوں پیدا کیا گیا؟ تاہم اس کا جواب معلوم کرنے کے لیے کوئی بہت زیادہ جد وجہد کرنے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ انسان کا صانع وخالق یعنی اس کا پیدا کرنے والا اور اس کے تمام امور ومعاملات کی تدبیر کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، اور ہر صانع کو اپنی مصنوعات کے بھید معلوم ہوتے ہیں کہ اس نے ان کو اس شکل و صورت میں کیوں تیار کیا ہے؟

چناں چہ سورہ ذاریات میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ الآية (٥٦) مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ (٥٧) إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ (٥٨)

ترجمہ: ”اور میں نے جنات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے کسی قسم کا رزق نہیں چاہتا، اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ اللہ تو خود ہی رازق ہے، مستحکم قوت والا ہے“۔ (آسان ترجمہ قرآن)

ان آیات کے فائدہ میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یعنی ان کو پیدا کرنے سے شرعاً بندگی مطلوب ہے، اسی لیے ان میں خلقۃً ایسی استعداد رکھی ہے چاہیں تو اپنے اختیار سے بندگی کی راہ پر چل سکیں، یوں ارادہ کونیہ قدریہ کے اعتبار سے تو ہر چیز اس کے حکم تکوینی کے سامنے عاجز اور بے بس ہے۔ لیکن ایک وقت آئے گا جب سب بندے اپنے ارادہ سے تخلیقِ عالم کی اس غرضِ شرعی کو پورا کریں گے۔ بہر حال آپ سمجھاتے رہیے کہ سمجھانے ہی سے یہ مطلوبِ شرعی حاصل ہوتا ہے۔ (تفسیر عثمانی، فائدہ: ذاریات، ٥٦)

یعنی ان کی بندگی سے میرا کچھ فائدہ نہیں، ان ہی کا فائدہ ہے وہ مالک نہیں جو غلاموں سے کہے میرے لیے کما کر لاؤ، یا میرے سامنے کھانا لا کر رکھو۔ میری ذات ان تخیلات سے پاک اور برتر ہے، میں ان سے اپنے لیے روزی کیا طلب کرتا، خود ان کو اپنے پاس سے روزی پہنچاتا ہوں، بھلا مجھ جیسے زور آور اور قادر اور توانا کو تمہاری خدمات کی کیا حاجت ہوسکتی ہے۔ بندگی کا حکم صرف اس لیے دیا گیا ہے کہ تم میری شہنشاہی اور عظمت وکبریائی کا قولاً وفعلاً اعتراف کرکے میرے خصوصی الطاف ومراحم کے موردِ مستحق بنو۔ (تفسیر عثمانی، فائدہ: ذاریات، ٥٧ تا ٥٨)

لہٰذا معلوم ہوا کہ انسان اور جنات کی تخلیق کا مقصد ہی عبادت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے رب یعنی پروردگار کی حیثیت سے پہچانیں اور صرف اسی کی عبادت کریں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو اسی کی تعلیم دے کر اپنے بندوں کے پاس بھیجا یعنی انبیاء کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد یہی تھا کہ لوگوں کو کہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔ کسی کو اس عبادت میں شریک نہ کرنا۔

مذکورہ صورت میں بچوں کو ان کی سمجھ بوجھ کے مطابق مثالیں دے کر یہ بات سمجھائی جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی اطاعت و فرماں برداری کے لیے بنایا ہے، اس کی اطاعت وفرماں برداری کرنے پر وہ ہمیں جنت میں داخل کرے گا اور جہنم سے بچائے گا۔ اور اپنا قرب نصیب کرے گا۔ اور طرح طرح کے بے شمار انعامات سے نوازے گا۔

## واجب الاعادہ نماز کا اعادہ وقت گزرنے کے بعد

**سوال:** واجب الاعادہ نماز (جو مکروہِ تحریمی ہوتی ہے) کا صرف وقت کے اندر ہی اعادہ کرنا ضروری ہے، یا وقت گزرنے کے بعد بھی اعادہ کرنا ضروری ہے؟ اس مسئلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

**جواب:** نماز میں کوئی واجب چھوٹ گیا، آخر میں سجدہ سہو بھی نہیں کیا تو وہ نماز واجب الاعادہ ہے، وقت کے اندر اعادہ کرلے، اگر وقت کے اندر اعادہ نہ ہوسکا تو بعد میں بھی اس کا اعادہ

واجب رہے گا۔اسی طرح نماز کے اندر کراہتِ تحریمی کا ارتکاب کیا اس نماز کا اعادہ بھی واجب ہے،وقت کے اندر اعادہ کرلے،اگر نہ کرسکا تو وقت نکلنے کے بعد بھی اس کا اعادہ واجب ہی رہے گا۔

فالحاصل أن من ترك واجبا من واجباتها أو ارتكب مكروها تحريميا لزمه وجوبا أن يعيد في الوقت...وأما على القول بأنها تكون في الوقت وبعده كما قدمناه عن شرح التحرير وشرح البزدوي، فإنها تكون واجبة في الوقت وبعده أيضا على القول بوجوبها...وقد علمت أيضا ترجيح القول بالوجوب، فيكون المرجح وجوب الإعادة في الوقت وبعده...ثم هذا حيث كان النقصان بكراهة تحريم لما في مكروهات الصلاة من فتح القدير أن الحق التفصيل بين كون تلك الكراهة كراهة تحريم فتجب الإعادة أو تنزيه فتستحب اھ أي تستحب في الوقت وبعده أيضا.(رد المحتار، ۲/۶۴)

## میں نے تجھے کلما کی طلاق دی کہنے کا حکم

**سوال:** ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو طلاق دی ہے،طلاق ان الفاظ کے ساتھ دی ہے"میں نے تجھے کلما طلاق دی ہے پوری زندگی کی طلاق اور میں آپ کا شوہر نہیں رہوں گا"۔سوال یہ ہے کیا اس مذکورہ طلاق کے بعد دوبارہ رجوع ممکن ہے؟اور نکاح کی کوئی صورت بن سکتی ہے یا نہیں؟

**جواب:** صورتِ مسئولہ میں سائل نے اپنی بیوی کو یہ کہا کہ میں نے تجھے کلما طلاق دی تو صرف ان الفاظ سے کلما کی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کلما کی طلاق کی حقیقت مخصوص الفاظ ہیں،جو حروفِ شرط کے ساتھ ذکر ہوں اور وہ یہاں نہیں کہے گئے مثلاًیہ کہتا کہ" جب جب بھی میں فلاں لڑکی سے شادی کروں اسے طلاق"یا اس جیسا کوئی لفظ استعمال کرتا تو یہ"کلما"کی طلاق کہلاتی ہے،فقط عنوانِ معنون کے وجود کو لازم نہیں ہوتا،چنانچہ صرف عنوان"کلما کی طلاق"ذکر کرنے سے کوئی حقیقت نہیں پائی گئی اس لیے اس سے کلما کی خاص طلاق واقع نہیں ہوئی بلکہ صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوئی۔لہٰذا اگر عدت باقی ہے تو شوہر اپنی بیوی سے رجوع کرسکتا ہے اور اگر عدت ختم ہوگئی ہے تو تجدید نکاح ضروری ہے دونوں باہمی رضامندی سے نکاح کرکے ساتھ رہ سکتے ہیں رجوع یا نکاح کے بعد شوہر کو دو طلاقوں کا حق باقی رہے گا۔

وكذا لو قال:أنت طالق أبدا لم تطلق إلا واحدة،فلو نوى أن يطلق كل يوم تطليقة أخرى صحت نيته۔(فتح القدير للكمال ابن الهمام (۴/۲۷)

قلت: لكن قال في [نور العين] الظاهر أنه لا يصح اليمين لما في البزازية من كتاب ألفاظ الكفر: إنه قد اشتهر في رساتيق شروان أن من قال جعلت كلما أو على كلما أنه طلاق ثلاث معلق،وهذا باطل ومن هذيانات العوام اھ فتأمل.(الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۳/۲۴۷)

## تین سال بعد تقسیم ہونے والی وراثت پر زکوۃ

**سوال:** اگر وراثت تین سال کے بعد تقسیم ہو تو تین سال کی زکوۃ ورثاء کو ادا کرنی ہوگی،یا تین سال کی زکوۃ کسی پر نہیں؟اس مسئلے میں ہماری رہنمائی فرمائیں۔

**جواب:** اگر میت کا انتقال تین سال پہلے ہوا اور ترکے کی رقم تین سال بعد ملی تو سابقہ تین سالوں کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہے۔کیوں کہ یہ دین ضعیف ہے اور دین ضعیف پر گزشتہ سالوں کی زکوۃ لازم نہیں ہے،اس لیے وراثت کی تقسیم میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔تاہم ترکہ تقسیم کرنے کے بعد ہر وارث کے حصے میں جو رقم آئی تو اگر وارث پہلے سے صاحبِ نصاب ہے تو سابقہ نصاب پر سال مکمل ہونے پر ترکے والی رقم سے بھی زکوۃ ادا کرنا لازم ہوگا اگرچہ ترکہ ملنے کے بعد ترکے کی رقم پر سال نہ گزرا ہو۔لیکن اگر وارث پہلے سے صاحبِ نصاب نہیں ہے،ترکے کی رقم ملنے کے بعد صاحبِ نصاب ہوا ہے تو اس پر ایک سال پورا ہونے کے بعد زکوۃ واجب ہوگی اس سے پہلے نہیں۔

وأما الدين الضعيف فهو الذي وجب له بدلا عن شيء سواء وجب له بغير صنعه كالميراث...ولا زكاة فيه ما لم يقبض كله ويحول عليه الحول بعد القبض.(بدائع الصنائع،۲/۱۰)

اعلم أن الديون عند الإمام ثلاثة: قوي، ومتوسط، وضعيف؛ (فتجب) زكاتها إذا تم نصابا وحال الحول... ويعتبر ما مضى من الحول قبل القبض في الأصح، ومثله ما لو ورث دينا على رجل(الدر

المختار، ۳۰۵/۲)

(قوله: ومثله ما لو ورث دينا على رجل) أي مثل الدين المتوسط فيما مر ونصابه من حين ورثه رحمتي، وروى أنه كالضعيف فتح وبحر، والأول ظاهر الرواية، وشمل ما إذا وجب الدين في حق المورث بدلا عما هو مال التجارة أو بدلا عما ليس لها تتارخانية؛ لأن الوارث يقوم مقام المورث في حق الملك لا في حق التجارة فأشبه بدل مال لم يكن للتجارة محيط... والحاصل أنه إذا قبض منه شيئا وعنده نصاب يضم المقبوض إلى النصاب ويزكيه بحوله، ولا يشترط له حول بعد القبض. (رد المحتار، ۳۰۶/۲)

(وسببه) أي سبب افتراضها (ملك نصاب حولي) نسبة للحول لحولانه عليه (تام) بالرفع صفة ملك، خرج مال المكاتب. (الدر المختار، ۲۵۹/۲)

## اقامت کہنے کا حق دار کون ہے؟

**سوال:** ہماری مسجد میں ایک مسئلہ ہوگیا ہے ہمارے مؤذن اعتکاف میں بیٹھ گئے ہیں ایک دوسرے مؤذن ہیں جو اذان دیتے ہیں لیکن جب اقامت کا وقت آتا ہے تو ایک اور صاحب ہیں وہ آکر جلدی جلدی اقامت کہنا شروع کر دیتے ہیں ان کو سمجھایا بھی ہے کہ اصل طریقہ یہ ہے کہ جو اذان کہے وہی اقامت کہے لیکن وہ مانتے نہیں بلکہ لڑائی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں اس بارے میں رہنمائی فرمائیں کہ ان کو کیسے سمجھایا جائے اگر کوئی تحریری فتوی مل جائے تو ہم اس کو مسجد میں لگادیں گے۔

**جواب:** مستحب یہی ہے کہ جو شخص اذان کہے وہی اقامت کہے حدیث شریف میں ہے: إنّ أخا صُداءٍ هو أذّنَ ومَن أذّنَ فهو يقيمُ. (سنن أبي داود ت الأرنؤوط (۳۸۶/۱)

ترجمہ: ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صداء کے بھائی نے اذان کہی ہے اور جو اذان کہے وہی اقامت کہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اقامت اسی کا حق ہے جس نے اذان کہی ہو البتہ اگر مؤذن کی اجازت سے کوئی دوسرا شخص اقامت کہے یا مؤذن کی اجازت کے بغیر کہے لیکن اس کے اقامت کہنے سے مؤذن صاحب ناراض نہ ہوں تو کوئی دوسرا شخص بھی اقامت کہہ سکتا ہے لیکن اگر مؤذن صاحب کا دل اس کی اقامت سے تنگ ہوتا ہو تو ایسے شخص کے لیے اقامت کہنا مکروہ ہے۔

لہذا صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص کی اقامت سے مؤذن صاحب اور اہل محلہ خوش نہیں بلکہ ان کی اقامت مسجد میں جھگڑے اور فساد اور فتنے کا باعث بن رہی ہے تو اس شخص کے لیے اقامت کہنا مکروہ ہے بلکہ مسجد میں لڑائی جھگڑا کرنے کی وجہ سے ایسے شخص کی اقامت گناہ کا باعث ہے۔ لہذا اس شخص کو اپنے اس فعل سے توبہ کر کے فوراً باز آجانا چاہیے۔

(أقام غير من أذن بغيبته) أي المؤذن (لا يكره مطلقا) وإن بحضوره كره إن لحقه وحشة. (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۳۹۵/۱)

## ابلیس کی کنیت "ابو مرہ" ہونے کی وجہ

**سوال:** ابلیس کی کنیت "ابو مُرّہ" کس وجہ سے ہے؟ اس کی وضاحت فرمادیں۔

**جواب:** امام قرطبی رحمہ اللہ تفسیر قرطبی میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ابلیس کی اولاد میں سے ایک کا نام "مُرّہ" ہے، جس کے معنی "بانسری والے" کے ہیں۔ اسی وجہ سے ابلیس کو "ابو مُرّہ" کہا جاتا ہے۔

عَنْ مُجَاهِدٍ: وَالْأَبْيَضُ، وَهُوَ الَّذِي يُوَسْوِسُ لِلْأَنْبِيَاءِ. وَصَخْرٌ وَهُوَ الَّذِي اخْتَلَسَ خَاتَمَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ. وَالْوَلْهَانُ وَهُوَ صَاحِبُ الطَّهَارَةِ يُوَسْوِسُ فِيهَا. وَالْأَقْيَسُ وَهُوَ صَاحِبُ الصَّلَاةِ يُوَسْوِسُ فِيهَا. وَمُرَّةُ وَهُوَ صَاحِبُ الْمَزَامِيرِ وَبِهِ يُكَنَّى. (تفسير القرطبي، سورة الكهف: ۵۰)

ختم شد